اسلامی دنیا کو مغربی تہذیب کے سائے میں لانے کی کوشش

حافظ محمد اقبال رنگونی

گزشتہ دنوں امریکی نشریاتی ادارہ CNN کی ایشیائی خبروں کی ایک رپورٹ میں بتلایا گیا کہ ملیشیا میں ایک غیر مسلم خاتون کی زیر ادارت ایک نئے رسالہ کا اجراء ہوا ہے جس کا مقصد (بظاہر) جنسیات کے موضوع پر ہدایات دینا ہے تاکہ ملیشیا کے نوجوان ایڈز جیسی مہلک بیماری سے اپنے آپ کو بچاسکیں - سرورق اور اندرونی صفحات میں نیم عریاں تصاویر بھی شائع کی جائیں گی - رسالہ کی ایڈیٹر کا کہنا ہے کہ اس رسالہ کے ہر شمارے میں جنس اور جنسیات کے موضوع پر ایک مضمون ضرور شائع ہوا کرے گا تاکہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ان مضامین کی رو سے اپنا نیا دائرہ عمل بناسکیں - پروگرام میں اس رسالہ کی مقبولیت کا دعوی بھی کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نئے رسالہ کی خریداری بہت بڑھ چکی ہے

ملیشیا ایک اسلامی ملک ہے یہاں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور یہ مسلمان اپنے مذہبی عقائد اور اسلامی اعمال میں مخلص اور پختہ ہیں - اسلام سے والہانہ محبت کرتے ہیں اور اسلامی اعمال کی ادائیگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں نوجوانوں میں دینی ذوق اور شوق کافی پایا جاتا ہے مسلم خواتین اپنے سروں کو ڈھانپ کر باہر نکلتی ہیں اور یہ وہاں معمول کی بات ہے - یورپ اور امریکہ کی فضاؤں میں بھی ملیشیا کے مسلم نوجوان اور خواتین اسی طرز پر نظر آتے ہیں اور اسی ہیئت پر زندگی گذارنا انہیں پسند ہے اور ان ممالک میں جہاں بے دینی اور بے حیائی کے جراثیم ہر جگہ پھیلے پڑے ہیں ملیشین نوجوان اور خواتین اپنے آپ کو ان جراثیم سے بچائے ہوئے ہیں - دینی مجالس و محافل میں حاضری اور ملیشین نوجوانوں کا تبلیغی اجتماعات میں جانا ہر ایک پر کھلا ہوا ہے

ملیشیا جیسے ملک میں ایک ایسے فحش رسالے کا اجراء اور اسکی مقبولیت کا دعوی ہر مسلمان کیلئے پریشان کن ہے سی این این کی اسی رپورٹ میں اسلامی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے فحش مضامین پر مبنی رسالہ کا جاری ہونا ملک کیلئے نیک شگون نہیں ہے اور اسکے خلاف ایکشن لیا جانا بہرحال ضروری ہے

میگزین کی ایڈیٹر اور سی این این کی رپوٹر کا دعوی ہے کہ یہ رسالہ بڑی تیزی سے مقبول ہورہا ہے اور اسکی لاکھوں کاپیاں ہاتھوں ہاتھ نکل چکی ہیں - یہ واقعی حقیقت ہے یا محض پروپیگنڈہ ؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ملیشیا اور اسکے قرب وجوار میں موجود دوسرے اسلامی ممالک پر یہ تاثر قائم کرنا ہو کہ اس وقت اسلامی ممالک پوری طرح مغرب کے قبضے میں جارہے ہیں اور اب ان ممالک کے لوگوں کو اسلام اور اسلامی اقدار کی ترغیب دینا وقت کا ضیاع ہے اسلئے انہیں اسی حال پر چھوڑدیا جائے جس

حال میں وہ رہنا چاہتے ہیں (یا مغرب جس حال میں انہیں رکھنا چاہتا ہے) ان پر کسی قسم کی کوئی مذہبی پابندی عائد نہ ہو اور نہ یہ نوجوان اب ان پابندیوں کو قبول کریں گے بلکہ کھلے عام ان فحش مضامین سے لطف اندوز ہونگے اور اگر کسی حکومت نے اسکے خلاف کوئی کاروائی کی تو یہ انکے انسانی حقوق پر حملہ سمجھا جائے گا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دی جائے گی بلکہ اہل مغرب کے نزدیک یہ ناقابل معافی جرم شمار ہوگا سو نہ صرف یہ کہ مغرب اور اقوام متحدہ اسکا سخت نوٹس لیں گے بلکہ ان ممالک کے یہ لاکھوں شائقین حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونگے

اس میگزین کی لاکھوں کاپیاں چھپ کر نذر آتش کردی جاتی ہیں یا واقعی مقبول عام ہورہی ہیں اس سے بھی صرف نظر کرلی جائے تو بھی یہ بات اپنی جگہ لائق غور ہے کہ ایک اسلامی ملک میں نیم عریاں تصویر کے ساتھ رسالہ کا شائع ہونا اور اسکے ہر شمارے میں جنسیات کا مضمون ہونا کیا رنگ لائے گا ؟ اور ایک اسلامی ملک کے نوجوانوں کے اخلاق وکردار پر یہ کیا اثرات مرتب کرے گا ؟

ہم سمجھتے ہیں کہ اعدائے اسلام کی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت یہ کاروائی شروع کی گئی ہے - بات یہ ہے کہ پچھلے کچھ سالوں سے ملیشیا کے حکمراں امریکہ اور مغرب کے ہاتھ نہیں آرہے بسا اوقات انکی آنکھوں میں انکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرات بھی کرجاتے ہیں - ملیشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتر محمد اقوام متحدہ کی دوغلی پالیسیوں اور اسکی سازشوں کو سخت تنقید کا نشانہ بناچکے ہیں اور برطانوی وزیر اعظم اور انکے دیگر ساتھیوں کو کھری کھری اور دوٹوک باتیں بھی سناچکے ہیں - گزشتہ دنوں برطانوی اخبارات نے موصوف کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنایا تھا اور اپنے شماروں میں ملیشیا کے وزیر اعظم اور انکی پالیسیوں پر شدید تنقید کرکے یورپ میں رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی تھی - تاہم موصوف نے ان کے ہر بیان اور الزام کا نہایت مدلل اور موثر پیرایہ میں جواب دیا تھا اور تہذیب وشرافت کے ان دعویداروں کو آڑے ہاتھوں لے کر انہیں (انکے آئینہ میں) انکا خوفناک چہرہ دکھلایا تھا اور انہیں بتلایا تھا کہ دنیا کو تہذیب وشرافت کا سبق سکھانے والے کس قدر تہذیب وشرافت اور اخلاق وحیاء سے عاری ہوچکے ہیں - ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وہ زبردست طمانچہ تھا جس نے امریکی اور مغربی بالخصوص برطانوی مفکرین کے خیالات میں ایک عجیب انتشار پیدا کردیا تھا اور وہ اسی فکر میں تڑپنے لگے تھے کہ جس طرح بھی بن پڑے اس ملک (ملیشیا) کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگ دیا جائے اور نیم عریاں تصاویر اور جنسی مضامین کے ذریعہ ملیشیا کے اسلامی معاشرے میں رخنہ اندازی کی جائے اور اخلاق وشرافت کا جنازہ نکال دیا جائے

بے شک ملیشیا میں غیر مسلم بھی رہتے ہیں لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک اسلامی ملک کے غیر مسلموں کو مخرب اخلاق اور حیاء سوز سرگرمیوں کا رسیا بنایا جائے - یہ وہاں کے غیر مسلم بھی ہماری ہی سوسائٹی کے افراد ہیں ان کو بداخلاق بنانا اور انہیں بے حیاء بنانے کی راہیں ہموار کرنا یہ

ہماری قدروں کے خلاف ہے اور بداخلاقی وبد تہذیبی کو شرافت اور تہذیب ہے کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے ؟

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے مخرب اخلاق رسائل ومضامین کے ذریعہ جسمانی بیماریوں پر قابو

پایا جاسکتا ہے اور معاشرے کو صاف کیا جاسکتا ہے ہمارے نزدیک یہ لوگ اس معاشرے کے ہمدرد اور وفادار نہیں ہوسکتے - کیا کبھی گندگی گندگی کے ذریعہ دور ہوئی ہے ؟ یہ تو اور زیادہ گندگی میں مبتلا کردیتا ہے اس قسم کے رسائل سے بیماریاں تو دور نہیں ہوسکتی البتہ بد اخلاقی جنسی آوارگی کی اور کئی بیماریاں پھیل سکتی ہیں ان سے معاشرہ نت نئی جسمانی اور روحانی غلاظتوں کا شکار ہوا کرے گا

ملیشیا کے حکمرانوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کے احترام اور اپنے معاشرے کو اس تباہی وبربادی سے بچانے کی خاطر ان تمام مخرب اخلاق اور حیاء سوز رسائل وجرائد اور پروگراموں پر فوری پابندی عائد کریں جن سے شرف انسانی مجروح ہوتی ہے اور ان ممالک سے جو اس قسم کے رسائل شائع کرنے میں سرفہرست سمجھے جاتے ہیں یہ سوال کریں کہ کیا ان ممالک میں ان رسالوں کی بدولت ایڈز اور بداخلاقی میں کمی ہوئی ہے یا اس میں اور اضافہ ہورہا ہے - مغرب کے اعداد وشمار پر نظر کیجئے تو یہ بات کھل جائے گی کہ مغربی تہذیب شرف انسانی کو پامال کرنے کی ایسی راہیں مہیا کی ہیں کہ جس سے دور جاہلیت بھی شرما کر رہ گیا ہے - بہتر ہے کہ اسلامی ممالک جتنی جلدی ہوسکے اس ذلت کے طوق کو اپنی گردن سے اتار پھینکیں ورنہ انجام کار عبرتناک تباہی ہے - سچ کہا ہے

--- اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں -- نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

یورپی رہنما اسلام کا فلسفہ اخلاق اپنالیں تو ساری خرابیاں دور ہوسکتی ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرچ بشپ آف کینٹربری ڈاکٹر جارج کیری نے کہا کہ برطانیہ میں مذہبی اقدار روبہ زوال ہیں اور مذہب ہابی کی شکل اختیار کرگیا ہے بی بی سی ریڈیو میں بیان دیتے ہوئے انہوں نے کہا ۔ اخلاقیات ذاتی پسند اور ناپسند پر منحصر ہوکر رہ گیا ہے اس صورت حال کے تدارک کیلئے صحیح اور غلط میں تمیز کو عام کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ برطانوی معاشرہ غلط اور درست کی تمیز کھوچکا ہے بعد ازاں دار الامراء میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خدا کو انسانی کی ذاتی زندگی تک محدود کردیا گیا ہے رواں صدی میں چرچ جانے والوں کی تعداد میں تیزی سے کمی آرہی ہے - ادھر ٹیلی گراف میں شائع ہونے والے ایک سروے کے مطابق ۷۵ فیصد لوگوں کا خیال ہے کہ اخلاقی اقدار کا معاملہ لوگوں کی ذاتی پسند اور ناپسند پر چھوڑدیا جانا چاہئے

برطانیہ میں اینجلیکن چرچ کے سب سے بڑے مذہبی رہنما کا یہ اعتراف کہ برطانوی معاشرہ مذہبی طور پر بالکل دیوالیہ ہوچکا ہے اور اسکی اخلاقی قدریں روبہ زوال ہیں جہاں اپنی جگہ عبرت کا سامان لئے ہوئے ہے تو ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی اجاگر کررہا ہے کہ برطانیہ (یورپ اور امریکہ) سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہزار وسعتوں اور اس میدان میں لاکھ کامیابیوں کے باوجود اخلاقی گراوٹ کی انتہا تک پہنچ چکا ہے ۔ نوبت بایں جا رسید کہ یہ معاشرہ اب اس بات سے بھی بے خبر ہوگیا کہ مذہب اور الحاد میں کیا فرق ہے ۔ صحیح کیا ہے اور غلط کیا؟ اخلاق اور شرم کیا ہے اور بداخلاقی وبے شرمی کسے کہتے ہیں؟ اس وقت جو عمل یورپی معاشرے کو بھاجاتا ہے اسکا نام تہذیب بن جاتا ہے اور جس قانون سے انکی نفسانی خواہشات پر ضرب پڑتی ہے اور انکی آزادی میں خلل آتا ہے وہ مذہب اور قانون دقیانوسی ہوجاتا ہے اسے پرانے خیالات کی صف میں لابٹھادیا جاتا ہے ۔ پھر کیا سیاسی لیڈر اور کیا مذہبی رہنما سب مل کر اس قانون کو رخصت کرنے کی بات کرتے ہیں اور جتنی جلدی ہوسکے اس مذہب اور قانون سے جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔

نوجوانوں کی بے راہ روی اور مذہب سے دوری کا یہ مسئلہ صرف برطانیہ کا نہیں پورا یورپ اسکی لپیٹ میں ہے ۔ یورپی دانشوروں کے خیال میں تہذیب اور موجودہ دنیا میں اپنے آپ کو منوانے کا طریقہ یہ ہے کہ نوجوانوں کو فکر ونظر کی پوری آزادی دی جائے ان پر کسی طرح کی پابندی عائد نہ ہو انکی قبیح اور غلیظ حرکات کو نہ صرف گوارا کیا جائے بلکہ اسکے لئے قانون بنائے جائیں تاکہ انہیں پوری سہولت ملے ۔ حکومت بھی اس قسم کے بے شرموں اور ملحدوں کی بھرپور سرپرستی کرے اور مالی امداد کے ذریعہ انکی آزادی کو اور پروان چڑھاتی رہے ۔ یورپ اور برطانیہ کے قوانین بتلاتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو پوری رعایت دی گئی ہے ۔ پالیمینٹ میں سیاسی لیڈر انکی پشت پناہی کرتے ہیں اور انکے خلاف کوئی بات کرنا تہذیب اور آزادی کے منافی قرار دیتے ہیں ۔

مقام افسوس تو یہ ہے کہ وہ مذہبی رہنما جن کا کام ہی غلط اور صحیح میں فرق دکھلانا تھا اور ان اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنا تھا جن سے معاشرے میں مذہبی اقدار کو فروغ ملے ۔ وہی غلط اور صحیح میں فرق نہ کرسکے ۔ اور غلط کو علی الاعلان غلط کہنے کی جرات ان میں نہیں رہی ۔ اب جو برائی معاشرے میں ابھرتی ہے اور نوجوانوں میں مقبولیت پاجاتی ہے یہ ہی رہنما اسکے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اس برائی کے خلاف اٹھنے اور ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے اسے مذہبی طور پر گوارا کرنے کی راہ تلاش کی جاتی ہے ۔ ہم جنس پرستی ۔ واھیات لٹریچر کی بھرپور اشاعت کے خلاف نہ سیاسی رہنما اٹھتے ہیں اور نہ ہی مذہبی رہنما کھل کر سامنے آنے کی ہمت کرتے ہیں ۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ یورپ کے کئی مذہبی رہنما باقاعدہ اپنی عبادت گاہوں میں ہم جنس پرست جوڑے کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کا شرف حاصل کرچکے ہیں ۔ اسی برطانیہ کے ایک بشپ یہ مطالبہ کرچکے ہیں کہ جسم فروشی کو قانونی تحفظ مہیا کیا جائے اور زنا کے بارے میں مفاہمانہ رویہ

اختیار کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے ۔ اسی برطانیہ کے مذہبی رہنماؤں (چرچ آف انگلینڈ) نے کھلے عام یہ اعلان کیا ہے کہ شادی کئے بغیر مرد و عورت کا اکٹھا رہنا مذہب کی نظر میں کوئی جرم نہیں ۔ اسے گناہ نہیں کہا جاسکتا ۔ بلکہ انہوں نے اپنے متبعین کو یہ فرمان بھی سنادیا ہے کہ اس قسم کے افراد کی ان حرکات خبیثہ کو گناہ کے لفظ سے بھی یاد نہ کریں

یعنی خلاف فطرت اور دیگر قبیح حرکات پر اظہار ناراضگی تو کجا انہیں مذہبی طور پر پوری آزادی بخشی گئی اور ان کے ہر گندے عمل کو سند جواز فراہم کی گئی ہے ۔ اب آپ ہی بتلائیں برطانیہ کے اس معاشرہ کو روحانی گندگی میں پھینکنے اور مذہب واخلاق سے بے گانہ کرنے کے مجرم کون ہیں ؟ کیا یہ مذہبی رہنما نہیں جو ہر برائی کا کھل کر ساتھ دیتے ہیں اور انکی ہر سطح پر تائید کرتے ہیں ؟

جس باغ کا مالی صیادوں سے آنکھ مچولی کرتا ہو --- اے بلبل ناداں تو ہی بتا انجام گلستان کیا ہوگا

برطانیہ سے شائع ہونے والے عیسائیوں کے ایک مذہبی رسالہ کے مطابق ڈاکٹر کیری نے برطانوی معاشرے کی اس ابتری اور تنزلی کا ذمہ دار والدین اور اسکولوں کو ٹھہرایا ہے اور بتلایا ہے کہ والدین کی عدم توجہی اور اسکولوں میں اخلاقی تربیت کے فقدان کے باعث برطانوی معاشرہ مذہبی اور اخلاقی طور پر رو بہ زوال ہے ۔ انہوں نے والدین اور اسکولوں کے ذمہ داروں سے کہا کہ وہ اپنے نوجوانوں کو اخلاقی تربیت دینے کی ذمہ داری ادا کریں ۔ ڈاکٹر کیری کے اس بیان کی روشنی میں برطانوی وزیر تعلیم Gillian Shepherd نے اعلان کیا ہے کہ اسکولوں میں مذہبی اسمبلی کو لازمی قرار دیا جائے گا اور نہایت سختی سے اس پر عمل درآمد کیا جائے گا اس بارے میں مزید اقدامات بھی کئے جائیں گے

تاہم ڈاکٹر کیری کے اس بیان کو اسکول کے ٹیچروں نے غیر ذمہ دارانہ بیان قرار دیا ہے ایک سابق ٹیچر Viscount Tonypandy نے کہا کہ برطانوی معاشرے کی خرابیوں کی ذمہ داری اسکولوں پر ڈالنا درست نہیں اگر معاشرہ غلط راہ پر چل پڑا ہے تو اسکی وجہ اسکول نہیں ہیں بلکہ برطانوی معاشرے میں مذہب کا فقدان ہے اس معاشرے کے ہاتھوں مذہب کی رسی چھوٹ چکی ہے اور یہ قوم ایمانیات کے دائرے سے نکل کر مادیات کے سیلاب میں بہہ چکی ہے ۔ یہ بات کہ برطانوی معاشرے سے مذہب کے چلے جانے کی وجوہات کیا ہیں تو یہ دوسرا سوال ہے تاہم یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مذہب ہی اخلاق کے فاصلے طے کرتا ہے جب ہمارے پاس مذہب ہی نہیں تو معاشرے میں بد اخلاقی اور غلط اور صحیح میں تمیز نہ ہو تو اور کیا ہو ؟

اساتذہ کی یونین نے مذکورہ سابق ٹیچر کے اس بیان سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اسکول کے ٹیچر اپنے اپنے دائرے میں اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کررہے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم معاشرے کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو پھر معاشرے کے ذمہ دار افراد کو اپنی حالت بدلنی ہوگی اور قوم کے لیڈروں کو ایک اچھی مثال پیش کرنی ہوگی (دیکھئے میتھوڈسٹ ریکارڈ ۱۱ جولائی ص ۲)

یعنی قوم کے ذمہ افراد (مذہبی اور سیاسی رہنما) ہی صحیح اور غلط میں فرق نہ کریں اور غلط کے خلاف کھل کر سامنے نہ آئیں تو پھر نوجوانوں سے اسکی توقع رکھنا ہی عبث ہے

ڈاکٹر جارج کیری متعدد مرتبہ برطانوی معاشرے کی ابتری کا رونا رو چکے ہیں اور اس معاشرہ کو مذہبی اور اخلاقی سطح پر بیمار معاشرہ بتلا چکے ہیں - موصوف کے ان بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف برطانوی معاشرے کو مذہب کے قریب لانا چاہتے ہیں اور اس معاشرے کی اخلاقی تربیت کے شدید خواہاں ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہ انکے پاس مذہب کی صحیح تعلیمات ہیں اور نہ اخلاقیات کا کوئی نصاب کہ جسکی روشنی میں وہ معاشرے کو روحانی سکون سے ہمکنار کر سکیں - اب وہ اس بیمار معاشرے کے علاج کیلئے جو نسخہ اختیار کرتے ہیں اس سے مرض ختم ہونے کے بجائے اور بڑھتا جاتا ہے اور مریض دن بدن خطرناک حالت اختیار کرتا جاتا ہے - اسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہے کہ مرض کا صحیح علاج انکے پاس نہیں اور اگر کسی درجے میں ہے بھی تو وہ اس نسخے کو آزمانے کیلئے تیار نہیں بلکہ جہاں جہاں یہ نسخہ استعمال کیا جاتا ہے یہ رہنما اسے پاگل پن اور نام نہاد تہذیب کے صریح منافی قرار دیتے ہیں اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان لوگوں کے اس طرز عمل سے مریض شفایاب ہو سکتا ہے ؟

برطانوی معاشرے کی ابتری اور اخلاق باختگی نے یہاں کے سنجیدہ اہل فکر کو عجیب مخمصے میں ڈال رکھا ہے یہ اہل فکر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ بنیادوں کی طرف واپسی کا سفر شروع کرو لیکن بنیادیں ہیں کہاں ؟ یہ کوئی نہیں بتلاتا - اور نہ انہیں خود پتہ ہے کہ یہ بنیادیں کیا ہیں اور کہاں ہیں - یہ رہنما پکارتے رہ جاتے ہیں پھر بھی معاشرے میں بہتری اور بنیادوں کی طرف واپسی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی (البتہ جس مذہب کے پاس بنیادیں ہیں اور نہایت مضبوط و مستحکم ہیں اگر کوئی اسکی طرف قدم اٹھاتا ہے تو یہ ہی مفکرین چیخ پڑتے ہیں کہ یہ بنیاد پرست ہیں اور بنیاد پرستی سے ساری دنیا کا امن خطرے میں پڑجائے گا)

ہمیں ڈاکٹر کیری اور ان جیسے دوسرے اہل فکر کی اس حالت پر رحم آتا ہے اور ہم اس نازک موڑ پر انہیں اسکے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں وہ اسلام کا تیار کردہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ لیں - اگر اسلام کو بطور عقیدہ اختیار کرنے کی ان میں جرات نہیں تو کم از کم تہذیب اخلاق کے درجہ میں اسے اپنالیں - ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ اس نسخہ پر عمل کرنے سے نہایت ہی قلیل عرصہ میں اخلاقی قدروں میں وزن آنے لگے گا - خدا خوفی پیدا ہوگی اور معاشرہ میں حق وباطل اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کا جذبہ بیدار ہوگا - اگر آپ واقعی موجودہ صورت حال کے تدارک کیلئے کوشاں ہیں تو یہ قدم بھی اٹھا کر دیکھئے (انشاء اللہ تعالیٰ) آپ کو کبھی مایوسی نہیں ہوگی -- وماعلینا الا البلاغ المبین

شب و روز

دارالعلوم حقانیہ کی پچاس سالہ تقریب دستار بندی و ختم بخاری شریف

عبدالوھاب مروت

یوں تو ہر سال دارالعلوم حقانیہ میں دستار بندی کی تقریب بڑے جوش و خروش اور تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ لیکن امسال اس تقریب کو کئی وجوہ سے امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ دارالعلوم کے پچاس سال پورے ہو رہے تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب کے فرزند۔ حافظ راشد الحق کی دستار بندی بھی ہونے والی تھی، جدید دارالحدیث کی عظیم عمارت (ایوان شریعت) کا افتتاح بھی ہو چکا تھا۔ غیر معمولی اہتمام کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دارالعلوم حقانیہ میں ملک کا سب سے بڑا دورہ حدیث ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے طرز پر حدیث مبارکہ کا یہ سلسلہ شروع فرمایا تھا یہ حضرت مولانا اور اکابرین دیوبند کی برکات ہیں کہ ہر سال اس میں برابر اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ اگر داخلہ، تحریک طالبان و وسائل کی قلت اور کڑی امتحانی شرائط کے پیش نظر محدود نہ رکھا جاتا تو بلاشبہ یہ تعداد پانچ سو کی بجائے ہزار بارہ سو تک پہنچ جاتی۔ پاکستان کی تاریخ میں اب بھی یہ ایک ریکارڈ تعداد ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اسلامی تحریک طالبان کے سرکردہ قائدین بھی اس تقریب میں حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب کی دعوت پر آرہے تھے۔ جن میں سے اکثر دارالعلوم کے فضلاء تھے۔

دارالعلوم کا اپنا امتحان امسال جلسہ دستار بندی کے بعد مقرر کیا گیا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ جن فضلاء نے وفاق المدارس کا امتحان دینا تھا۔ جلسہ دستار بندی کی وجہ سے انکا وفاق کا امتحان متاثر نہ ہو۔

تقریب سے کئی ہفتے قبل فضلاء نے اپنے عزیز واقارب کو دعوت نامے بھجوانے شروع کر دیئے۔ دارالعلوم کی طرف سے بھی ملک کے چیدہ چیدہ علماء، مشائخ سیاسی رہنماؤں اور دانشوروں کو دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے۔ دارالعلوم کے طلباء اور خصوصا دورہ حدیث کے طلباء کا جذبہ دیدنی تھا۔ انہوں نے از خود دارالعلوم کو سجانا شروع کیا۔ جابجا خیر مقدمی بینر زاویزاں کیئے گے۔ قرب جوار کے درو دیواروں پر دارالعلوم اور تحریک طالبان کے حق میں نعرے مختلف رنگوں سے لکھے گئے۔ دارالعلوم کے تمام داخلی دروازوں پر خوبصورت گیٹ بنائے گئے۔ جن پر رنگارنگ خیر مقدمی اور خوش آمدید کے بینر زلگائے گئے۔ اطراف واکناف میں مہمانوں کی ضیافت کیلئے طلباء نے ٹینٹ وغیرہ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اکوڑہ خٹک نوشہرہ، شیدو اور جہانگیرہ سے تمام کراکری، کرسیاں اور ٹینٹ وغیرہ دارالعلوم پہنچ چکا تھا۔ الغرض شام تک دارالعلوم ایک بڑے میلے کا سماں پیش کر رہا تھا۔ ہر کونے اور ہر جانب رنگ و نور کا ایک عجیب سماں تھا۔ طلباء کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

تقریب [illegible] بجے کو ہونا تھی لیکن چار دسمبر کی صبح ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اور شام